

رجسٹرڈ نمبر ۲۲۹۶

ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۳-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان نکلتا ہے

رجسٹرڈ نمبر ۲۲۹۶



۶۵ پیر علی صاحب
شرفی زید
Ferozepore
city



چیتا

سرستان - معاونین - عام - طلباء - ششماہی

ایڈیٹر مسٹر علی احمدی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۱۸ | قادیان مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۳۳ء مطابق ۲۷ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ نمبر ۱۵

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایڈہ اللہ بنصرہ کی صحت
نہایت بے قصہ تعالیٰ قابل حمد ہے۔ اور حضور پالم پور
تشریف رکھتے ہیں۔

(۲) حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی کامل صحت
اور درازی عمر کے واسطے احباب درودل سے دعا کرتے
ہیں۔

(۳) برسات کا موسم شروع ہے۔ ہر روز قریباً تقوڑی
بہت بارش ہو جاتی ہے۔ گو بارش دیر سے شروع ہوئی
ہے۔ جس سے فصل خریف کو نیچے ڈال دیا ہے۔

(۴) اس سال مولوی فاضل کے امتحان میں جامع احلہ
کے ۲۷ طلباء میں سے خدا کے فضل سے ۹ اکامیاب
ہو کر مولوی فاضل بن گئے ہیں۔ جو مولوی نثار اللہ کے سینہ
پر مونگ دلتے رہیں گے۔ امرتسری اولڈ فاضل کو مبارک ہو۔

(۵) درخواست دعا۔ قاضی دین محمد کاتب
اخبار ہذا کی اہلیہ عرصہ دراز صحتی ماہ سے
سہڑیا کے دوروں کی وجہ سے بیمار ہے۔
احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرماویں۔

چندہ کشمیر متعلق حضرت سلیقہ المسیح الثانی ایڈ اللہ تعالیٰ

— کا: —
تازہ ارشاد

موجودہ نازک وقت میں تحریک کشمیر کے لئے روپیہ کی اشد ضرورت ہے
ہر احمدی جماعت اور ہر احمدی فرد کا فرض ہے۔ کہ اس طرف خاص توجہ
کرے۔ اس وقت کم و بیش تین ہزار روپیہ ماہوار کی ضرورت ہے۔ میں امید کرتا
ہوں۔ کہ تمام جماعتیں ہر قسم کی سستی کو چھوڑ کر نہ صرف اپنے آدمیوں سے بلکہ
دوسروں سے بھی جو تحریک کشمیر کے ساتھ سہمدی رکھتے ہوں چندہ لینے میں پوری
پوری کوشش اور ترقی دہی سے کام لیں گی۔ تحریک کشمیر کے سلسلہ میں یہ خاص وقت
ہے۔ اور خاص توجہ چاہتا ہے۔ والسلام۔

خاکسار امیر زاحمد و احمد خلیفۃ المسیح

سید محمد طفیل صاحب گوجرہ - ۳۰/ - ستری
عطار الرحمن صاحب - میان اللہ بخش صاحب
نوبار - امیر جماعت بمیرہ و عمر حیات پڑچ صاحبان
۵۵/ - مولوی عطا محمد صاحب جہلم - ۱۴/ -
چوہدری فضل الہی و حاجی احمد صاحبان کھاریاں -
۳۰/ - جادا ضلع جہلم - ۲/۸ - شیخ نذر محمد
و میان دوست محمد صاحبان چنیوٹ - ۱۴/ -
بابو محمد عالم - چوہدری غلام حسین - چوہدری محمد حسین
میان ناصر احمد - شیخ مولا بخش صاحبان جنگ گھیا
۲۵/ - جماعت چک ۵۶۵ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰ و ۱۰۰۱ و ۱۰۰۲ و ۱۰۰۳ و ۱۰۰۴ و ۱۰۰۵ و ۱۰۰۶ و ۱۰۰۷ و ۱۰۰۸ و ۱۰۰۹ و ۱۰۱۰ و ۱۰۱۱ و ۱۰۱۲ و ۱۰۱۳ و ۱۰۱۴ و ۱۰۱۵ و ۱۰۱۶ و ۱۰۱۷ و ۱۰۱۸ و ۱۰۱۹ و ۱۰۲۰ و ۱۰۲۱ و ۱۰۲۲ و ۱۰۲۳ و ۱۰۲۴ و ۱۰۲۵ و ۱۰۲۶ و ۱۰۲۷ و ۱۰۲۸ و ۱۰۲۹ و ۱۰۳۰ و ۱۰۳۱ و ۱۰۳۲ و ۱۰۳۳ و ۱۰۳۴ و ۱۰۳۵ و ۱۰۳۶ و ۱۰۳۷ و ۱

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ
بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں میاں احمد الدین
صاحب زرگر مظلومان کشمیر کی امداد کے لئے گھاؤں گھاؤں
دورہ کرتے ہوئے چند کشمیر وصول کر رہے ہیں۔ ان کی
نسبت مفقود بارہ اعلان کیا گیا ہے۔ کہ اس کام کے
لئے جہاں میاں احمد الدین زرگر جاویں۔ وہاں کے
نہ صرف عہدہ دار احباب ہی بلکہ دوسرے احباب
کرام بھی ان کی مدد کریں۔ اور ان کے ساتھ ہو کر چند
کشمیر کے دوسرے مسلمانوں سے وصول کرنے میں امداد
فرادیں۔

سبیاں احمد الدین صاحب رزگر کے ساتھ جن
جماعتوں نے تعاون کیا ہے۔ اور ان کے ساتھ
ہو کر چندہ کثیر وصول کر لیا ہے۔ ان کی رقم داخل
کرتے ہوئے انہوں نے ایک فہرست دی ہے۔ میں
اس فہرست کو ذیل میں دیتے ہوئے ان تمام احباب
کرام کا دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اس فہرست
کو حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایّدہ اللہ بضرہ
العزیز کے حضور میں پیش کرتے ہوئے۔ نہایت ادباً
سے ان احباب کرام کے لئے دعا کی درخواست
کرتا ہوں۔
.. ..
.. ..
.. ..
اللہ تعالیٰ ان احباب
کی کوشش کو قبول فرمائے۔ اور بہترین جزائے خیر
عطا فرمائے۔ اور ان کو توفیق عطا فرمائے۔ کہ
میں از پیش رسانا الہی کے حصول کے لئے خدمت
دین کر سکیں۔ حضرت کے حضور میں ان احباب
کرام کے لئے دعا کی درخواست پیش کرتے ہوئے
یہ بھی بہ منت التجا کرنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ نے حضرت
افدّس کا تازہ ارشاد مطلق چندہ کثیر پڑھ لیا ہے۔
اس کی تعمیل میں جہاں یہ بھی ضروری ہے۔ کہ آئندہ

آخر میں یہ التجاہ ہے۔ کہ ہر جماعت اور احمدی
کما فرض ہے۔ کہ کشمیر کے سلسلہ میں روپیہ کی اسٹوڈنٹس
کو پوری توجہ سے کام کرتے ہوئے ثواب حاصل فرمادیں۔
اور حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دعا لیں۔ اللہ تعالیٰ
توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ والسلام

بیکاری کا آخری علاج

محبان وطن کی کوشش سے روز بروز بڑھتی ہوئی
بیکاری کو رفع کرنے کے لئے کوٹھج انڈسٹریز کالج
جاری کر دیا گیا۔ جس میں فی الحال ۳۵ عدد انگلیمنڈ
امریکہ - جرمنی، جاپان کی بغیر سرمایہ کے جاری ہونے
والی ایسی دستکاریاں سکھانے کا انتظام ہو گیا ہے۔
کہ جن کے ذریعہ کم از کم ساٹھ روپیہ ماہوار سے تین سو
روپیہ ماہوار تک آسانی سے کمایا جاسکتا ہے۔ جو لوگ
بیان نہیں آسکتے۔ خصوصاً لڑکیاں اور مستورات کو بذریعہ
تھریڈ بھی نہایت آسان طریقہ پر کام سکھایا جاتا ہے۔ ہر
ہندوستانی کا فرض ہے۔ کہ یورپ کی طرح خاندان کا ہر
ممبر کمانے والا دستکار بن جائے۔ اور ہندوستانیوں کی
طرح ایک کمائے اور دس کھائیں کی عادت کو ترک کر دینا

دولتمند ہونے کا سنہری موقع

فنِ اشتہار کے ذریعہ آپ اپنی گرتی ہوئی تجارت کو سنبھال سکتے ہیں۔ اور اپنے کاروبار کو کامیابی کے زمینه تک پہنچا کر دکھوں روپیہ کما سکتے ہیں۔ ۱۰۴ صفحات کے حجم کی کتاب ہے۔ جسے منگوا کر آپ مطالعہ فرمائیں اور دستکاریاں کیجئے کہ قواعد و ضوابط و درو پیسے کے آٹھ ٹکٹ روانہ فرما کر فوراً طلب کریں۔

المشــــــــــــــتہـــــــــر
پرنسپل انڈسٹریز کانج چاندنی چوک مقفل بیماراں دہلی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۳۳ء

کلام الامام امام الکلام

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

بائیل کا خدا

عیسائی صاحبان اس بات کے اقراری ہیں کہ ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کامل خدا ہیں۔ جن کے اندر چار روہیں موجود ہیں۔ ایک بیٹے کی۔ دوسری باپ کی۔ تیسری روح القدس کی۔ چوتھی انسان کی۔ اور یہ مربع خدا ہمیشہ کے لئے مربع ہوگا۔ بلکہ اس کو خمس کہیں تو بجا ہے۔ کیونکہ اس کے ساتھ جسم بھی ہمیشہ ہی رہے گا۔ لیکن اب تک اس بات کا جواب نہیں دیا گیا۔ کہ اس خدا کا وہ جسم جو ختنہ کے وقت اس سے علیحدہ کیا گیا تھا۔ اور وہ جسم جو تحلیل ہوتا رہا۔ اور یا ہمیشہ ناخنوں اور بالوں کے ٹٹانے کی وجہ سے کم ہوتا رہا۔ کیا وہ بھی کبھی اس جسم کے ساتھ شامل کیا جائیگا۔ یا ہمیشہ کے لئے اس کو داغ جدائی نصیب ہوا۔ ہر ایک عقلمند کو معلوم ہے۔ کہ یہ علم طبعی کا مسلم اور مقبول اور تجربہ کردہ مسئلہ ہے۔ کہ تین برس تک پہلا جسم تحلیل پا کر نیا جسم اس کی جگہ آجاتا ہے۔ اور پہلے ذرات الگ ہو جاتے ہیں۔ پس اس حساب سے تین برس کے عرصہ میں حضرت مسیح کے گیارہ جسم تحلیل پائے ہوئے۔ اور گیارہ نئے جسم آئے ہوئے۔ اب طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ گیارہ مفقود شدہ جسم پھر حضرت مسیح کے موجودہ جسم کے ساتھ شامل ہوا ہونگے

یا نہیں۔ اور اگر نہیں شامل ہونگے۔ تو کیا بوجہ کسی گناہ کے وہ علیحدہ رکھنے کے لائق تھے یا کسی اور وجہ سے علیحدہ کئے گئے۔ اور اس ترجیح جلا ترجیح کا کیا سبب ہے۔ اور کیوں جائز نہیں۔ کہ اس موجودہ جسم کو دور کر کے وہی پہلے جسم حضرت مسیح کو دیے جائیں۔ اور کیا وجہ کہ گیارہ دفعہ اس بات کا تجربہ ہو چکا ہے کہ حضرت مسیح تمام انسانوں کی طرح تین برس کے بعد نیا جسم پاتے رہے ہیں۔ اور تینتیس برس تک گیارہ نئے جسم پا چکے ہیں۔ تو پھر کیوں اب باوجود دو ہزار برس گزرنے کے وہی پرانا جسم اُن کے ساتھ لازم غیر منفک رہا۔ اگر اس جسم کے غیر فانی بننے کی وجہ ان کی خدائی ہے۔ تو ان پہلے دنوں میں بھی تو خدائی موجود تھی۔ جبکہ ہر ایک تین برس کے بعد پہلا چولہ جسم کا وہ اتار دیتے رہے ہیں۔ اور وہ جسم جو خدائی کا ہمسایہ تھا۔ خاک و غبار میں ملتا رہا۔ تو کیوں یہ موجودہ جسم بھی اُن سے الگ نہیں ہوتا۔ پھر یہ بھی ذرا سوچو۔ کہ انسان کے جسم کے پہلے ذرات اس سے الگ ہو جانا تو کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ بلکہ رحم سے نکلنے ہی ایک حصہ اس کے جسم کے زوال کا الگ کرنا پڑتا ہے اور ناخن اور بال ہمیشہ ٹٹانے پڑتے ہیں۔ اور بار بار باغی بیاد کی بہت دہلا ہوا جاتا ہے۔ اور پھر کھانے پینے سے نیا جسم آجاتا ہے۔ مگر خدا کے گیارہ جسم اس سے الگ ہو جائیں۔ اس میں بے شک خدا کی ہتک ہے۔ ہاں جیسا کہ چاروں روہوں کے عقیدہ میں ایک راز تسلیم کیا گیا ہے۔ اگر اس جگہ بھی یہی جواب دیا جائے کہ اس میں کوئی راز ہے۔ تو پھر بحث کو ختم کرنا پڑتا ہے مگر بار بار راز کا بیان پیش کرنا یہ ایک بناوٹ اور کمزوری کی نشانی ہے۔ پھر دوسری تجویز یہ ہے۔ کہ اس تخمین کا نام تثلیث کیوں رکھا گیا ہے۔ جبکہ بموجب عیسائی عقیدہ کے چاروں روہیں مسیح کے جسم میں ابدی اور غیر فانی ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔ اور انسانی روح بھی باعث غیر فانی ہونے کے اس مجموعہ سے کبھی الگ نہیں ہوگی۔ اور نہ کبھی جسم الگ ہوگا۔ تو پھر پانچویں تثلیث۔ اب

ظاہر ہے۔ کہ دو اصناف تثلیث سے یہ ایک بڑی ہی غلطی ہوئی ہے۔ جو انہوں نے تخمین کو تثلیث سمجھ لیا۔ مگر اب بھی یہ غلطی درست ہو سکتی ہے۔ اور جیسا کہ گذشتہ دنوں میں تثلیث کے لفظ کی نسبت ناہوت تجویز کیا گیا تھا۔ اب بجائے ثلث کے تخمین تجویز ہو سکتی ہے۔ غلطی کی اصلاح ضروری ہے۔ مگر انہوں نے کہ اس پانچ پہلوئے خدا کی کچھ نہ کچھ رست ہوتی رہتی ہے۔ نسیم دعوت

یہودی مشن

حضرت مسیح موعود و مولیٰ اللہ تعالیٰ

میں

آخری فیصلہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَرِيبِينَ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَحِبُّوا مَنَافِعَ شَتَاؤُ قَوْمٍ عَلَىٰ آخَرٍ فَمَن لَّا يَفْعَلْ لِّوَالِدَهِ إِذَا هُوَ قَرِيبٌ لِّلْقَتْلِ (امائدہ)
سلاوا خدا گنتی گواہی انصاف سے بیکار کرو۔ اور کسی قوم کی عداوت سے بے انصافی نہ کرنے لگو۔ عدل کیا کرو۔ عدل پر ہیز نگاری کے بہتر ہی قریب ہے۔ (ترجمہ تغیر نشانی)

حدیث شریف میں آیا ہے۔ فاذا جلس بين يديا اب الحضان فلا تقضين حتى تسمع كلام الاخرا كما سمعت كلام الاول فانك اخراي ان تبين لك (قضاؤ) (بوراد)
مطلب یہ کہ دو آدمیوں کے درمیان جھگڑا ہو۔ تو طرفین کے بیانات سن کر فیصلہ دینا چاہیے۔

مولوی نثار اللہ صاحب اور اس کے حامیوں کی

طرف سے بار بار حضرت مسیح موعود کا اعلان مولوی
نثار اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ اس امر
کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت موصوف
کا وفات پا جانا ان کے دعویٰ کے کذب پر دلیل
ہے۔ لیکن ان لوگوں کی دیانت اور انصاف کا چال
ہے کہ فریقین میں سے ایک کی تحریر تو پیش کر کے
اس پر حاشیہ آرائی کر دیتے ہیں۔ لیکن دوسرے فریق
کے بیان پر پردہ ڈال دیتے ہیں۔ یہ طرز قرآن
کریم کی تعلیم کے مطابق ہے اور نہ احادیث کے۔ نہ
معلوم ایسے لوگ اہل حدیث کہلانے کی کس طرح جرات
کرتے ہیں۔ میں ذیل میں اخبار اہل حدیث ۲۶ اپریل
۱۹۰۷ء کے صفحہ ۵-۶ میں سے فریقین کے
بیانات پر ایک میں اکھڑتا ہوں۔ تاکہ وہ کسی صحیح
نتیجہ پر پہنچ سکے۔

تحریر حضرت مسیح موعود

”بخدمت مولوی نثار اللہ صاحب۔ السلام
علیٰ من اتبع الہدی۔ مدت سے آپ کے پرچہ
اہل حدیث میں میری تکذیب تفتیق کا سلسلہ جاری ہے
مہلتیہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود۔ کذاب
دجال۔ مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔ اور
دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں۔ کہ یہ شخص مغتری
اور کذاب اور دجال ہے۔ اور اس شخص کا دعویٰ
مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے
آپ سے بہت دکھ اٹھایا۔ اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ
میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلائے کے لئے
مامور ہوں۔ اور آپ بہت سے افتراء میرے پر
کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں۔
اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے
یا د کرتے ہیں۔ کہ جن سے بڑھکر کوئی لفظ سخت نہیں
ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مغتری ہوں۔ جیسا
کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے باد
کرتے ہیں۔ تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو

جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں۔ کہ مفسد اور کذاب
کی بہت عمر نہیں ہوتی۔ اور آخر وہ ذلت اور حسرت
کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام
ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے
تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب
اور مغتری نہیں ہوں۔ اور خدا کے مکالمہ اور مخاطب
سے شرف ہوں۔ اور مسیح موعود ہوں۔ تو میں خدا کے
فضل سے امید رکھتا ہوں۔ کہ سنت اللہ کے موافق
آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ
سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں۔ بلکہ محض خدا
کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون۔ سیینہ وغیرہ
ہلاک باریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ
ہوئی۔ تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی
اہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں۔ بلکہ محض دعا
کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور
میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر
قدیر جو علیم وخبیر ہے۔ جو میرے دل کے حالات
سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے
کا محض میرے نفس کا افتراء ہے۔ اور میں تیری نظر
میں مفسد اور کذاب ہوں۔ اور دن رات افتراء کرنا
میرا کام ہے۔ تو اے میرے پیارے مالک!
میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں۔ کہ
مولوی نثار اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک نہ کرے
میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کرے
آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی
نثار اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں
تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں۔ کہ
میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں
سے بلکہ طاعون و سیینہ وغیرہ امراض ہلکے سے بجز
اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو
اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور
بدزبانیوں سے توبہ کرے۔ جن کو وہ فرض منقبی کہجے
کر سکتا ہے۔ کہہ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین۔
میں ان کے ہاتھ سے بہت سزا یا گیا۔ اور صبر کرتا

رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں۔ کہ ان کی بدزبانی حد سے
گذر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے
بھی بدتر جانتے ہیں۔ جن کا وجود دنیا کے لئے
سخت نقصان رسان ہوتا ہے۔ اور انہوں نے ان
تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت کا تقف مسا
لایس الا بل علمہ پر بھی عمل نہیں کیا۔ اور تمام
دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا۔ اور دور دور ملکوں تک
میری نسبت پھیلا دیا ہے۔ کہ یہ شخص درحقیقت مفسد
اور کذاب اور دوکاندار اور کذاب اور مغتری اور
نہایت درجہ کابو آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق
کے طالبوں پر اثر نہ ڈالتے۔ تو میں ان تہمتوں پر
صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ مولوی نثار اللہ انہیں
تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا
ہے۔ اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے۔ جو تو
نے اے میرے آقا اور بھیجے دالے اپنے ہاتھ
سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدیر اور
رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتی ہوں۔ کہ مجھ
میں اور نثار اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ اور وہ جو تیری
نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے۔ اس کو
صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھائے۔ یا کسی
اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو۔ مبتلا
کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین
ثم آمین۔ ربنا افخ بیننا و بین قومنا بالحق
وانت خیر الغالبین۔ آمین۔ بالآخر مولوی
صاحب سے اتنا ہے۔ کہ وہ میرے اس تمام
مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں۔ اور جو چاہیں۔
اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے
الراحم عبد اللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود غناہ اللہ الیہ
مقررہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ
۱۵ آپ اس دعویٰ میں قرآن شریف کے صریح
خلاف کر رہے ہیں۔ قرآن تو کہتا ہے۔ کہ بدکاروں کو
خدا کی طرف سے جہنم ملتی ہے۔ سنو! من کان
فی الضلالۃ فلیمد دلہ الرحمن متی (مباح)
اور انما نعیمی لہم ربنا و انما ربنا (مباح)

فی ماسیتینا عظیم محمد الدین العربی سے پاپا

دعا کی تھی۔ جو قبول نہ ہوئی۔ حالانکہ آپ نے لکھا تھا۔
کہ اگر یہ قضا نہ ہو تو میں اسے کہہ دوں گا کہ کافہ مریدوں

زردہ کو کاذب جانیں گے +

میں ایک انتہا پرستوں کو کشت قادیانی کی نرالی چال“
شائع کر کے اس میں لکھا ہے۔

یہ بات کشت جی پیشہ کہا کرتے ہیں۔ اور ان کے
دام افتادہ کہ جھوٹا سچے سے پہلے ہلاک ہو کر تلے
دیجئے۔ اس میں کشت جی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی ذات والی صفات پر کیا حملہ کیا ہے۔ اس
سچے مانس کو معلوم نہیں کہ آنحضرت کے زمانہ میں
مسئلہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ درجہ طیبہ
میں آنحضرت کے ساتھ گفتگو کرنے کو بھی آیا تھا۔
اور اپنی جھوٹی نبوت کو آنحضرت کے سامنے پیش بھی
کیا تھا۔ مگر اس کی زندگی میں آنحضرت نداء روحی کا
انتقال ہوا۔ اور وہ زندہ رہا۔ بتلاؤ اب تمہارے
خیال کے مطابق مسئلہ کذاب جو آنحضرت کے بعد
زندہ رہا۔ سچا نبی ہوا۔ تو آنحضرت کیا ہوئے گا

سندرجہ بالا وہ جواب ہے۔ جو مولوی ثناء اللہ
صاحب۔ اخبار المحدثات کے نائب ایڈیٹر اور اس کے
دوست حکیم محمد الدین اورت سری نے مطبع المحدث
میں چھپو کر حضرت مسیح موعود کی تحریک کا مسئلہ میں دیا۔
مولوی ثناء اللہ صاحب کی تحریک کے فقرات ذیل
کسی تشریح کے محتاج نہیں (اول) یہ کہ اس دعا کی
منظوری مجھ سے نہیں لی۔ اور بغیر میری منظوری
کے اس کو شائع کر دیا۔ دوم انتہا پرستی یہ دعا کی صورت
میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی (سوم) آپ نے پہلے اپنے
گزشتہ مضمون مذربہ المحدثات ۱۹ اپریل کے فقرہ
نمبر ۱ میں لکھا تھا۔ کہ خدا کے رسول چونکہ رحیم و
کریم ہوتے ہیں۔ اور ان کی ہر وقت ہی خواہش ہوتی
ہے۔ کہ کوئی شخص ہلاکت اور مصیبت میں نہ پڑے۔
مگر اب کیوں آپ میری ہلاکت کی دعا کرتے ہیں (چہارم)
یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اس
کو منظور کر سکتا ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے جواب کے شروع
اور آخر میں صاف طور پر حضرت مسیح موعود کی تحریک کو
نامنظور کر دیا ہے۔ بلکہ ساتھ ہی لکھ دیا ہے۔ کہ نہ کوئی
دانا اس کو منظور کر سکتا ہے۔ مولوی صاحب ۱۹۰۷ء

میں تو دانا تھے۔ لیکن حضرت مسیح موعود کی وفات کے
بعد مٹا نامان بن گئے۔ کیونکہ یہی نتیجہ ان کی اپنی
عبارت سے نکلتا ہے۔

اب اخبار المحدثات کے نائب ایڈیٹر کے معیار
کو لیجئے۔ جس کی بناء اس نے قرآن کریم پر رکھی ہے
یعنی یہ کہ چار آیات قرآنی سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ

خدا تعالیٰ جھوٹے۔ دغا باز۔ مفند اور نافرمان
لوگوں کو لمبی عمریں دیا کرتا ہے۔ تاکہ وہ اس مہلت
میں اور بھی بڑے کام کر لیں۔ اس معیار کے مطابق
بھی نائب ایڈیٹر صاحب کے چیف ایڈیٹر یعنی مولوی
ثناء اللہ صاحب جھوٹے۔ دغا باز۔ مفند اور نافرمان
ٹھہرتے ہیں۔ اور ان کو لمبی عمریں اس لئے دی گئی
ہے۔ کہ وہ اس مہلت میں اور بھی بڑے کام کر لیں۔

تبصری تحریر مولوی ثناء اللہ صاحب کے دوست
حکیم محمد الدین صاحب کی ہے۔ جو انہوں نے مطبع
المحدثات میں چھپو کر شائع کی۔ اور اس میں یہ لکھا۔
کہ حضرت مسیح موعود کا یہ لکھنا کہ جھوٹا سچے سے
پہلے ہلاک ہو کر تلے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ذات والا صفات پر حملہ ہے۔ کیونکہ مسئلہ کذاب
مدعی نبوت کی زندگی میں ہی حضرت نبی کریم کا انتقال
ہو گیا تھا۔ گویا حکیم محمد الدین صاحب نے بھی حضرت
نبی کریم کی مسئلہ کذاب سے پہلے وفات پا جانے
سے یہ استدلال کیا ہے۔ کہ سچا آدمی پہلے وفات پا
جاتا ہے۔ اور جھوٹا۔ کذاب لمبی عمر پاتا ہے۔

خلاصہ مطلب یہ ہوا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب
۱۹۰۷ء میں دانا تھے۔ اس لئے انہوں نے حضرت
مسیح موعود کی تحریک کو نامنظور کر دیا۔ دوم یہ کہ اللہ
تعالیٰ جسے اپنے کلام پاک قرآن مجید اور حضرت
نبی کریم کے لئے غیرت ہے۔ جس نے مسلمانانِ ختم
پر فیصلہ کر کے بتا دیا۔ کہ چونکہ مخالف فریق قرآن کریم
اور وفات نبی کریم سے یہ استدلال کرتا ہے کہ جھوٹا
دغا باز مفند۔ نافرمان اور کذاب لمبی عمر پاتا ہے۔
اس لئے اس نے سچے کو جلد وفات دیدی۔ تاکہ دنیا
پر ثابت ہو جائے۔ کہ خدا کے نزدیک جھوٹا۔

دغا باز۔ مفند اور نافرمان کون ہے۔ باقی رہا جھوٹے
کا سچے کی زندگی میں ہلاک ہونا بطور قاعدہ کلیہ حضرت
مسیح موعود نے کبھی بھی تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ ۲ اکتوبر
۱۹۰۷ء یعنی اثنیہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء شائع ہونے
سے قریب ساڑھے چھ ماہ بعد اپنی جماعت کے ایک
دوست نے کسی غیر احمدی کا یہ سوال پیش کیا کہ:-
”آپ نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے۔ کہ جھوٹا سچے
کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاتا ہے۔ یہ درست نہیں۔
کیونکہ مسئلہ کذاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
فوت ہوا تھا؟“

اس سوال کا جواب آپ نے ذیل کے الفاظ میں دیا:-
”یہ کہاں لکھا ہے۔ کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجانا
ہے۔ ہم نے تو اپنی تصانیف میں ایسا نہیں لکھا۔ لاؤ
پیش کرو۔ وہ کوئی کتاب ہے۔ جس میں ہم نے ایسا لکھا
ہے۔ ہم نے تو یہ لکھا ہوا ہے۔ کہ مباہلہ کرنے والوں
میں سے جو جھوٹا ہو۔ وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو
جاتا ہے۔ مسئلہ کذاب نے تو مباہلہ کیا ہی نہیں تھا۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا فرمایا تھا۔ کہ اگر تو میرے
بعد زندہ بھی رہا۔ تو ہلاک کیا جائیگا۔ سو وہاں ہی ظہور
میں آیا۔ مسئلہ کذاب تھوڑے ہی عرصہ بعد قتل کیا گیا۔
اور پیشگوئی پوری ہوئی۔ یہ بات کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں
مر جاتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی سب اعدا ان کی زندگی میں ہی ہلاک ہو گئے
تھے۔ بلکہ ہزاروں اعدا آپ کی وفات کے بعد زندہ
رہے تھے۔ ہاں جھوٹا مباہلہ کرنے والا سچے کی زندگی
میں ہی ہلاک ہو کر تلے ہے۔ ایسے ہی ہمارے مخالف
بھی ہمارے مرنے کے بعد زندہ رہیں گے۔ اور مخالفوں
کے وجود کا قیامت تک ہونا ضروری ہے۔ جیسے و
جاء الذین استعولک فوق الذین کفروا الی
یوم القیامۃ سے ظاہر ہے۔ ہم تو ایسی باتیں سن سن
کر حیران ہوتے ہیں۔ دیکھو ہماری باتوں کو کیسے الٹ پلٹ
کر پیش کیا جاتا ہے۔ اور تحریف کرنے میں وہ کمال حاصل
کیا ہے۔ کہ یہودیوں کے بھی کان کاٹ دیئے ہیں۔ کیا
یہ کسی نبی۔ ولی۔ قطب۔ غوث کے زمانہ میں ہوا۔

اچھوت اور ہندو

کہ اس کے سب اعداد مر گئے ہوں۔ بلکہ کافر منافق باقی رہ ہی گئے تھے۔ ہاں اتنی بات صحیح ہے کہ بچے کے ساتھ جو جھوٹے مباہلہ کرتے ہیں۔ تو وہ بچے کی زندگی میں ہی ہلاک ہوتے ہیں۔ جیسے کہ ہمارے ساتھ مباہلہ کرنے والوں کا حال ہو رہا ہے۔ مجھے اپنی جماعت پر افسوس ہوتا ہے۔ کہ کیا ان میں اتنی عقل بھی نہیں کہ ایسے اعتراض کرنے والوں سے پوچھیں کہ یہ ہم نے کہاں لکھا ہے۔ کہ بغیر مباہلہ کرنے کے ہی جھوٹے بچے کی زندگی میں تباہ اور ہلاک ہو جاتے ہیں۔ وہ جگہ تو نکالو۔ جہاں یہ لکھا ہے۔ ہماری جماعت کو چاہیے کہ عقل میں فہم میں ہر طرح سے ترقی کریں اور ایسی باتوں کا خود سوچ کر جواب دیا کریں۔ اور اپنی ایمانی روشنی سے ان باتوں کو حل کیا کریں۔ مگر دنیا داری کے دھندوں میں مت ماری جاتی ہے۔ اتنا نہیں کر سکتے۔ کہ مغرض سے ہماری کتاب کی وہ جگہ ہی پوچھیں۔ جہاں لکھا ہے۔ کہ بچے کی زندگی میں سب جھوٹے رہ جاتے ہیں۔ بلکہ جھوٹے تو قیامت تک رہیں گے۔ (الحکم۔ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

مذہب بالا تحریر سے ثابت ہے کہ اشتہارہ امر ۱۹۰۷ء ایک دھماکے مباہلہ تھا۔ اور مولوی ثناء اللہ صاحب سے بھی اس پر لکھنے کے لئے کہا گیا تھا۔ لیکن مولوی صاحب نے اگر کچھ لکھا۔ تو یہ کہ جعل ہے اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی۔ اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کر دیا۔ یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے اب اپنی ان تحریروں کی موجودگی میں معاملات کو پیچیدہ کر کے اپنی سچائی کا اظہار کرنا کہاں تک تقویٰ اور دیانت ہے؟

رائیری جوائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگ لاہور)

دوبارہ یاد دہانی :- براہ ہر باقی فاروق کے واسطے آپ کم از کم ایک خریدار جدید عطا فرما کر امداد کا ثواب حاصل کریں :- (میجر فاروق)

اس بات سے ہر فرد بشر بخوبی واقف ہے کہ ہندو قوم ایک نہایت چالاک و عیار۔ مطلب پرست اور موقع شناس قوم ہے۔ اس کا مذہب سیاست ہے۔ جب بھی سیاست اور مذہب کا مقابلہ آن پڑے۔ تو یہ قوم مذہب کو بالائے طاق رکھ دیتی ہے۔ دور حاضرہ میں ہی ایک زندہ اور محم مثال موجود ہے۔ جو کہ درج ذیل کی جاتی ہے۔

اچھوتوں نے اب آنکھیں کھولی ہیں۔ وہ اپنی ذلت و سوامی کو کبھی حد تک محسوس کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اب آزادی کے لئے بے تیشا ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ ہندوؤں کی آنکھیں بھی کھل گئی ہیں۔ اور مستقبل سیاست کے نقشے ان کی آنکھوں کے سامنے پھر رہے ہیں :-

ہندو لیڈروں راست ان کوششوں میں مصروف ہیں کہ کسی طرح بھی یہ مظلوم قوم ہمارے بیچہ ظلم سے نہ بچنے پائے۔ اور یہ حیوان کے حیوان ہی رہیں۔ اس سکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہندو اچھوتوں کو برائے نام آزادی کی جھلک دیکر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم نے تمہیں پورے حقوق دے دیئے ہیں

قارئین کرام نے یہ تو روزانہ اخباروں سے پڑھا ہوگا۔ کہ ہندوؤں نے اچھوتوں کے لئے مندروں کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ کنوؤں سے پانی نہ بھرنے دینے کی پابندی جو شروع سے اچھوتوں پر عائد تھی اب ہٹا لی ہے۔ یہ محض اخباری افواہیں ہیں۔ ان میں ذرہ بھر بھی سچائی نہیں۔ اگر کہیں کسی مندر میں اچھوت چلے بھی گئے۔ تو کوئی آفت آگئی ہندوستان میں لاکھوں ایسے مندروں موجود ہیں جن

میں اگر کوئی قسمت کا مارا اچھوت چلا جائے۔ تو کھوپری لال کر دئے بغیر نہ نکلے گا۔

حال ہی میں سی۔ پی۔ میں ایک چھوت چھات کے امداد کے لئے ایک سوسائٹی قائم ہوئی ہے اس کی عجیب و غریب سکیم یہ ہے۔

جو اچھوت ہمارے ساتھ ملتا چاہے۔ اسے ہمارے مقرر کردہ افسر کے سامنے قسم کھانی پڑے گی کہ وہ گوشت اور نشہ والی اشیاء سے قطعی پرہیز کرے گا۔ اور مردوں کے کپڑے اور کسی کا بچا ہوا کھانا استعمال میں نہ لائے گا۔ جب قسم کھائے۔ تو پھر ہمارے کنوؤں سے پانی بھر سکتا ہے۔ اور مندروں میں آ سکتا ہے :-

ہندو اچھوتوں کو اس قسم کی برائے نام آزادی دے کر اپنا اقتدار سیاست قائم رکھنا چاہتے ہیں مگر اصلی آزادی کی طرف کوئی نہیں جاتا۔ سوسائٹی مذکورہ کے صدر نے یہ قانون کیوں نہ بنایا کہ قسم کے بعد اچھوتوں کا حق اور ہندوؤں کا فرض ہے کہ آپس میں رشتہ داریوں کا جال بھیدا کر انہیں اصلی آزادی دے دی جائے۔ تو مندروں اور کنوؤں کا مسئلہ خود بخود حل ہو جائے گا :-

مگر صدر صاحب یہ جانتے ہیں کہ اگر یہ لکھ دیا۔ تو کٹر ہندو انہیں سیدھا کر دیں گے۔ میں یہ تو دونوں سے کہتا ہوں۔ کہ آخر الذکر سکیم پر تو ہندو عمل نہ کریں گے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ اول الذکر سکیم بھی زبانی جمع تفریق ہے :-

ہندو یہ زمین نشین کر لیں کہ ان اخباری پریگنڈوں کا اثر اچھوتوں پر کچھ نہ ہوگا۔ بلکہ ان کی آنکھیں اب دن بدن کھلتی چلی جائیں گی۔ جہاں تک اچھوت محسوس کر لیں گے۔ کہ ہندو قوم میں رہ کر مساوات نہیں مل سکتی۔ اور انہیں مجبوراً اسلام کے زیر سایہ آنا پڑے گا۔

غیر احمدی مشن

ایک افترا کی تردید

ایک مضمون نگار کی کذب بیانی

اخبار نوجوان جنوں جلد ۲۷ نمبر ۲۶
جون ۱۹۳۳ء میں ایک مضمون بعنوان کشمیر میں
قادیانیوں کی شکست فاش اور مسلمانوں کی عظیم
اٹلان فتح“ شائع ہوا ہے۔ مضمون نگار نے
ایمان کو بالائے طاق رکھ کر بہت کچھ رونا روایا
ہے۔ لکھا ہے کہ تاریک کام تحصیل کو رنگام کشمیر میں
یکم ۲ ہارڈ کو قادیانیوں اور مسلمانوں میں مباحثہ ہوا
قادیانی مشنری نے اپنے حواریوں کے گریز کر گئے
وغیرہ وغیرہ۔ اس کے جواب میں اتنا ہی کافی ہے۔
کہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔ حالانکہ یکم ۲ ہارڈ کو
کوئی مباحثہ یا مناظرہ نہیں ہوا۔ ہاں ایک مناظرہ ماہ
بیساکھ سنہ ۱۹۹۰ء مابین احمدیوں وغیرہ احمدیاں ہوا
تھا۔ جس کی روداد انہی آیام میں اخبار فاروق
در اخبار الفضل میں درج ہو گئی تھی۔ اس کے بعد
کوئی مناظرہ یا مباحثہ نہیں ہوا۔ اس قدر کذب صریح
کما اور نگاہ کرتے ہوئے مضمون نگار کو شرم بھی نہیں
آئی۔ جب اخبار فاروق والفضل میں اپنی ناکام مباحثہ
کی خبر دیکھی۔ لوگوں میں بھی ذلیل و خوار ہوئے۔ آخر
ایک ماہ بعد کفن پھاڑ کر بولے۔ اور ایسے بولے
کہ پہلے بولنے سے بھی بدتر۔ ایسا سفید جھوٹ
بول کر دین و دنیا میں بھی ذلیل ہوئے۔ مناظرہ بچارا
مولوی محمود شاہ تو شرم کے مارے باہر بھی نہیں نکلتا
اس نے دوران مناظرہ میں حضرت مرسل یزدانی نامور
ربانی علیہ السلام کی توہین کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ

اس کی زمین زندگی مناظرہ سے ایک ہفتہ بعد گئی۔

افسوس کہ مولوی محمود شاہ کے حواری نے کس
قدر جھوٹ لکھ کر اخبار میں بھی غلط بیانی شائع
کرائی۔ خواہ مخواہ اخبار کو بھی بدنام کیا۔ امید ہے
کہ ایڈیٹر صاحب نوجوان آئندہ ایسے غلط مضامین
درج کرنے سے پرہیز کریں گے۔ مضمون نگار نے ایک
دور افترا باندھ کر اپنی خباثت باطنی کا ثبوت دیا ہے
کہ مولوی عبدالاحد ربیعہ مولوی عبدالاحد دتوی مبلغ
نے نبوت جاری رہنے پر صرف اھذا الصراط
المستقیم کی آیت پیش کر کے کہا کہ یہاں نبوت
مقصود ہے۔ تو اس کا جواب مولوی محمود شاہ صاحب
نے یہ دیا۔ وہ دیا۔ وغیرہ۔

پھر آخر کار مولوی عبدالاحد شری ساکت ہو
گئے۔ اس کے جواب میں بھی لعنت اللہ علی الکاذبین
حالانکہ جناب مولوی عبدالاحد دتوی نے میں آیات
قرآنی اور حدیث سے احرائے نبوت
ثابت کی۔ جس کا کوئی جواب غیر احمدی مناظرہ نہ دے
سکے۔ بلکہ دوران مناظرہ میں ایسا بھاگا جاتا تھا۔ جیسے شیر
کو دیکھ کر گیدڑ ہے۔

کچھ تو خوف خدا کرو لوگو
کچھ تو لوگو خدا سے شراؤ

مباحثہ تاریک کام کو خدا تعالیٰ نے بابرکت کیا۔ مناظرہ
کے بعد کس غیر احمدیوں نے احمدیت کا اعلان کیا
اٹھو خواب غفلت میں اوسوئے والو
کہ تمہارے اس فیصلہ ہو رہا ہے
کہ اپنی اصلاح جلدی سے لوگو
کہ ناراض تم سے خدا ہو رہا ہے

مضمون نگار کو میرا چیلنج ہے۔ کہ اگر اس میں یا اس
کے کسی مشنری میں صداقت اور ایمان داری ہے۔
تو میدان میں نکلے۔ اور ہمارے ساتھ مقابلہ کرے
چار دیواری کے اندر بیٹھ کر غلط مضمون اخبار میں
شائع کرنا کونسی ایمان داری ہے۔ اگر مناظرہ کرنے

سے تمہارا کوئی کفن چور ملاں جرات نہیں کر سکتا۔
دانشاد احمدیوں کے مقابل کوئی نہیں آئے گا۔
کیا پدی اور کیا پدی کا شور یا تو بموجب فرمان الہی
ہمارے ساتھ مباہلہ کرو۔ پھر خداوند تعالیٰ کی قدرت
کا تماشا دیکھو۔ یا اس ربانی مبلغ و داعی کی دعوت کو
قبول کرو۔ اگر تم اسے قبول نہیں کرتے۔ تو سنو۔
خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور اپنے نبی سے یوں کہلوانا
ہے۔ فان تولوا نقذ بلفظکم ما ارسلت به
المیکم۔ اگر تم لوگ منہ پھیرتے ہو۔ سو میں تو جو کچھ
سے کہ بھیجا گیا تھا۔ وہ میں نے پہنچا دیا۔ ویستخلف
ربی قوماً غیرکم۔ اگر تم نہ مانو گے۔ تو خدا نے
پروردگار ایک ماننے والی قوم تمہارے بعد لائے گا۔
تم اس کا کچھ بگاڑ نہ سکو گے۔ پس اگر خدا کی فعلی کتاب
قانون قدرت، رموز فطرت، اور قوی کتاب قرآن عظیم
کی دلائل و براہین و آیات بینات سے نادان انجان
بن کر محروم رہنا پسند کرتے ہو۔ تو پھر کس قانون کس کتاب
کس فرمان کس بات سے فائدہ اٹھاؤ گے۔ فہای حدیث
بعد یومنون۔ دلائل کی مولا و ہار بارش نشانات
کی چمکتی ہوئی بجلی براہین کا گرجنے والا رعد۔ انصاف
کا چاند اگر تمہیں فائدہ نہ پہنچا سکا۔ تو آؤ الہی فیصلہ
مؤخر فیصلہ آخری فیصلہ کریں۔ غلط مضامین اخبار میں
دینا ایمان داری نہیں +

سنو۔ سنو غور سے فرمان الہی سنو۔ تعالوا نداع
ابنا عنا و ابنا کما و نسا و نسا و نسا و نسا و نسا
و انفسکم ثم فنتھل فنجعل لعنت اللہ علی
الکاذبین۔ اسے عقل کے اندھو انکار میں جلدی نہ
کرو۔ دلائل بینات نشانات دیکھو تحقیق کرو، بیدار
ہو جاؤ۔ اور اس محبوب امام و پیشوا کے قدموں سے
چٹ جاؤ۔ جس کے تم مدتوں سے منتظر تھے۔ جس کے
ملنے کے لئے بڑے بڑے بزرگان دین شوق و تمنا
رکھتے تھے۔ اور جس سے لئے اولیاء کرام ٹرپ ٹرپ
کر رہے تھے۔ وہ آگیا بڑی شان سے آگیا۔ وہ
دنیا کا ہادی۔ امام احمدی۔ نبی و رسول۔ ہماری سرکار

مضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب و وارث آگیا۔
وہ خدا کا پہلوان جبری اللہ فی جلال انبیا مسیح موعود
آگیا۔ مبارک ہیں وہ جو اس پر ایمان لائیں۔
سارے جہاں میں پھر کر تبلیغ حتی کریں گے
ہم احمدی مجاہد دنیا سے کیا ڈریں گے
خشکی تری جہاں کی ہم کیوں نہ روند ڈالیں
مہدی کے پہلوان ہیں ہم شیر سے لڑینگے
جہاد المسیح کی سہ عالم میں گونج پیدا
پر مولوی بچارے کب کان بیاں دھریں گے

مضمون نگار نے اپنے مولوی محمود شاہ کی بہت
کچھ تعریف لکھی ہے۔ حالانکہ مولوی کی علمی بیانت ایسی
ہے۔ کہ مونت اور مذکر میں کوئی تمیز نہیں مضمون نگار
کو لازمی ہے۔ کہ فوراً اپنے کسی مولوی کو ہمارے
مقابل پر لائے۔ ہماری طرف سے مبارک و مناظرہ
کا چیلنج ہے۔ دیدہ بایہ۔ کون ہمارا چیلنج منظور کرنا
ہے۔

ہم اپنا فرض دو سوا اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ مجھو گے سمجھا سیکھا خدا

مضمون بالا ختم ہو چکا تھا۔ کہ میری نظر اسی اخبار
نوجوان کے صفحہ ۳ پر پڑی۔ اس صفحہ پر نامہ نگار
نے بعنوان "ایک قادیانی آغوش اسلام میں" تحریر کیا
ہے۔ قادیانی تو خدا کے فضل سے آغوش اسلام میں
ہی ہیں۔ مگر نامہ نگار کا یہ تحریر کہنا کہ سستی عبد الغنی موصی
بولسو جو کہ عرصہ سے قادیانی ہو گئے تھے۔ تاریک کام کے
مناظرہ میں عین اجلاس مناظرہ میں اپنے عقائد باطلہ
سے تائب ہوئے۔ اس کے جواب میں صرف دعوت
اللہ علی الذین کفرو کافی ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ جس پر
ناراض ہوتا ہے۔ اس کو جھوٹ بولنے کی عادت ہو جاتی
مسی عبد الغنی ساکن بولسو ایک ملانے کا رکاب ہے۔
نہ اس نے کبھی بیعت کی اور نہ ہی اس کا احمدیوں
کے ساتھ کوئی میل ملاپ ہے۔ اگر اخبار نوجوان کا

کذاب نامہ نگار یہ ثابت کر دے۔ کہ عبد الغنی نے
کسی وقت بیعت کی ہے۔ تو اس کو مبلغ عند
دس روپیہ انعام دیا جائیگا۔
ابو نیر راجہ غلام محمد شاہ احمدی جاگیر دار پرزید
انجن احمدیہ۔ چک (میرتھہ کشمیر)۔

نصیحت آموز افسانہ

نہ ادھر کے نہ ادھر کے

(۱)

دور۔ انسانی آبادی سے دور۔ ایک دشت پشاور
میں۔ جہاں پست تہمت اور دون فطرت چند
ساعت ٹھہرنے کی تاب نہیں لاسکتے۔ ہیں چند عمر
بانٹ میں تبیج و عصا سبز عمامہ باندھے۔ مقدس
ہستیاں نظر آئیں۔ انہیں زندگی کے دن گزارنے
کے لئے ایسی دقتوں کا سامنا پڑتا ہے۔ جن کے
نخل کے لئے قوی قلب اور مطمئن دل کی ضرورت
ہے۔ وہ نشان ہیں۔ اطمینان و سکون ان کے
چہروں سے ٹپک رہا ہے۔ باوجود اس غربت کے
وہ بہترین تہذیب و تمدن کے حامل ہیں۔ تعلیم یافتہ
ہیں۔ شرفاء ہیں۔ عالی تہمت و مرتبت ہیں۔ ان کی
بلند نظری ان کے نصب العین کے علو پر دال
ہے۔ انہیں دنیا و اہل دنیا کی پریشانی پر واہ نہیں
یہ ایک ایسی چیز کی دھن ہے۔ اسی کی تحصیل
لئے شب و روز کو شاں ہیں۔ مال و زر کے دلدادہ
انہیں کوستے ہیں۔ تمسخر اڑاتے ہیں۔ اس بے برگ
گیارہ دشت میں ان کی زندگی ہر لمحہ خطرہ میں نظر
آتی ہے۔ جس سے عوام کم فہمی سے یہ سمجھتے ہیں۔
کہ یہ دو گھڑی کے جہاں ہیں۔ پس ابھی ختم ہوئے
چاہتے ہیں۔ لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد وہ دیکھتے
ہیں۔ کہ ان سفید ریش عباد کی تعداد بڑھتی چلی جا

رہی ہے۔ وہ اولاً اسے درخور اعتناء نہیں سمجھتے
لیکن پھر دفعہ خیال آتا ہے۔ کہ کیوں نہ اس ٹھکانے
چرخ کو ابھی گل کر دیا جائے۔ مبادا یہ ہمارے
خرمن امن میں آگ لگا دے۔

طرح طرح کی سازشیں کی گئیں۔ ان کو صفحہ
ہستی سے نیست و نابود کرنے کی پیچ و مسل کوشتیں
کی گئیں۔ انہیں دھکیاں دی گئیں۔ ان کی جھوٹریوں
کو آگ لگا دی گئی۔ اکل و شرب کی اشیاء کی تحصیل میں
ان کے لئے موانع پیدا کئے گئے۔ لیکن ان اللہ والوں
پر کچھ اثر نہ ہوا۔ وہ بھوکے پیاسے رہنے کے باوجود
ویسے ہی خرم و شاد تھے۔ انہیں بھلا ان سطحی امور
سے کیا علاقہ۔ انہیں خدا کھانا اور پلانا تھا۔ وہی
ان سے چھنے ہوئے گھر انہیں دلواتا تھا۔ مشتعل آگ
بجھاتا تھا۔ انہیں اپنے خدا پر کامل یقین اور توکل
تھا۔ دنیاوی عیش کا انہیں فکر تھا نہ خواہش۔ ان
کے اس صبر و ثبات کو دیکھ کر "دنیا والوں" میں سے
سعید روحیں ان کی طرف کھینچی چلی آ رہی تھیں۔
روز افزوں ترقیات ان کے ایمان و اقبال میں
ارتقار کی باعث ہو رہی تھیں۔

دنیا والوں نے دیکھا۔ حیران و ششدر رہ گئے۔
سوچا بہت سوچا۔ لیکن کچھ نہ سوچا۔ بالاخر انہوں
نے کہا: ہاں نہیں عالم ہونے کا دعویٰ ہے۔ تم
خدا رسیدہ ہونے کے مدعی ہو۔ پھر یہ بھی تمہارا دعویٰ
ہے۔ کہ خدا تم سے ہم کلام ہوتا ہے۔ اور تمہیں عرفان
کے چشمہ سے سیراب کرتا ہے۔ ذرا میدان مبارزت
میں آؤ۔ اور ہم سے مقابلہ کرو۔ پھر دیکھو۔ کون عالم
ہے۔ اور کون جاہل ہے۔ کون خدا رسیدہ ہے۔
اور کون گمراہ۔

اللہ والوں میں سے ایک شخص اٹھا۔ اس نے
کہا: ہاں میں اپنے سردار کا ایک ادنیٰ غلام ہونے
کی حیثیت سے مقابلہ کے لئے تیار ہوں گا
اللہ والے کے ساتھ خدا کی مدد و نصرت تھی
جس سے اختیار شناسانہ تھے۔ خدا کا فضل اس کی
ہر ہر کام پر رہنمائی کرتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اسے

نشاندہ فتح نصیب ہوئی۔ اور اعداد اسرار و خائب
رہے۔

لیکن شیطان نے اس اللہ والے کو درغلانا
شروع کر دیا۔ اس نے خدا کی مدد و نصرت سے
حاصل شدہ فتح کو ذاتی جوہر تصور کر لیا۔ اس نے
وہ اپنی ہمتی کی نمائش کے لئے بیتاب ہو جانا۔
کبر و غرور (جو صرف اللہ تعالیٰ سے مختص ہے) کے
خیالات اس کے دل میں پیدا ہونا شروع ہوئے
اس نے کہا: ”کیوں نہ سردار“ نے ہی اس چیلنج کو
منظور کر لیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس میں قابلیت ہی
نہ تھی۔ ورنہ وہ کبھی اس نادر موقع کو ہاتھ سے جانے
نہ دیتا۔ اس لحاظ سے میں سردار سے اعلیٰ اور افضل
تھیں۔ اسے میری رائے اور خیال کے سامنے تسلیم
ختم کر دینا چاہیے گا۔

سردار نے اسے تنبیہ کیا کہ جیسا اقدام اس کے
لئے خطرہ سے خالی نہیں۔ لیکن اس کے نزدیک یہ
تنبیہ بھی سردار کی کمزوری پر دلالت تھی۔ وہ سرکشی
میں بڑھتا چلا گیا۔ اسے عاقبت کا خیال نہ رہا۔
نفس کی اتباع اس کا مقصود تھا۔

کشش بڑھ گئی۔ سردار نے کئی دفعہ تنبیہ کی۔
لیکن وہ باز نہ آیا۔ بالآخر سردار نے نظام جماعت
سے اس کے اخراج کا اعلان کر دیا۔

(۲)

لیکن اسے اپنی فصاحت و بلاغت پر ناز تھا
تسخیر آمیز ہنسی ہنستے ہوئے۔ اس نے کہا۔ یہ گیدڑ
بھبکیاں جھگڑا کر کیسے اڑاؤ ہوں۔ مجھ میں
ایک ذاتی جوہر ہے۔ جو مجھے ہر شیچ پر کامیاب
کر دینگا۔ میں ابھی دنیا والوں کے پاس جاؤں گا۔
وہ مجھے سر آنکھوں پر بٹھائیں گے۔ گھر کا بھیدی
لٹکا ڈھائے۔ مجھ سے زیادہ کون تمہاری کمزوریوں
کو جانتا ہے۔ دنیا والے اپنی زمام قیادت میرے
ہاتھ میں دیدینگے۔ تب میں تم پر حملہ آور ہوں گا۔
اور تمہیں چکنا چور کر دوں گا۔
وہ اٹھا۔ جھومنا ہوا حزب اللہ کے کوچہ سے

نکل گیا۔ اعداد نے اس کا استقبال کیا۔ اور اپنے
سیلچ پر جگہ دی۔

اب اس نے حزب اللہ کو تنبیہ کرنا شروع کیا۔
اور کہا اپنی غلطی کا اعتراف کرو۔ اور اپنی جان
بچاؤ۔ ورنہ میرے حملوں کی تاب نہ لا سکو گے۔
اور کچلے جاؤ گے۔

لیکن وہاں جیلا ان باتوں کا کیا اثر۔
آخر اس نے اسی موضوع کے خلاف جس کی
تائید میں کبھی اس نے دھواں دھار تقریر کی تھی
کچھ بولنا شروع کیا۔ لیکن اب وہ فصاحت
نہ رہی۔ نہ ہی بیان کی وہ روانی۔ وہ حیران و
ششدر رہ گیا۔ ایک دفعہ پھر اس نے کوشش کی
لیکن ٹوٹے پھوٹے چند الفاظ کے سوا اس سے
کچھ نہ کہا گیا۔ پکائی تھی کھیر ہو گیا دلہا۔ وہ احساس
ندامت کو چھپانے کے لئے کچھ بڑبڑاتا۔ اس محفل
سے نکل گیا۔

سامعین میں سے ایک شخص کھڑا ہوا۔ اس نے
کہا: ”یہ حیلہ باز ہے۔ ہم سے ملکر راز جوئی چاہتا
ہے۔ کیا وجہ ہے۔ کہ اس وقت تو اس نے اپنی فصیح
تقریر سے ہیں بھی اپنی فصاحت کا قائل کر لیا تھا
لیکن اب چند الفاظ میں مافی الضمیر ادا نہیں کر
سکا۔ ہونہ ہو۔ اس کی توبہ سچی تو بہ نہیں۔ یہ ہیں
دھوکا دینا چاہتا ہے۔“

ایک اور شخص اٹھا۔ اس نے کہا۔ اس کی
طبیعت میں نفاق ہے۔ یہ ایک چیز پر قائم نہیں
رہتا۔ اس وقت اس نے اس مسئلہ کی شد و مد سے
تائید کی تھی۔ لیکن آج اس کی مخالفت میں کوشاں
ہے۔ ایسے آدمی کا بھلا کیا اعتبار۔ ہیں اسے
درمخ الفاظ میں کہہ دینا چاہیے۔ کہ جاؤ ہم تمہیں
اپنے پاس جگہ دینے کے لئے تیار نہیں۔“

لیکن سعید روحیں حق و باطل کی تیز میں مصروف
تھیں۔ ان میں سے ایک شخص اٹھا۔ اور اس نے
کہا: ”دونوں ہیں حق قبول کرنے کے لئے ہر
وقت تیار رہنا چاہیے۔ اگر ہم اس وقت تک

گمراہ رہے۔ اور اب ہیں صحیح راستہ نظر آ رہا ہے۔
تو ہیں اس پر گامزن ہونے میں توقف کی ضرورت نہیں۔
اُس وقت تائید غیبی اس شخص کے شامل حال
تھی۔ تبھی اس نے ایسی پرجوش تقریر کی تھی۔ لیکن اب
وہ الہی نصرت سے محروم ہے۔ بیچارہ کرے تو کیا؟
اؤ ہم حزب اللہ کے سردار کے سامنے سر تسلیم خم
کر دیں۔ وہ مجلس سے نکل گیا۔ سعید روحوں نے اس
کا ساتھ دیا۔ سب دیار حزب اللہ کی طرف روانہ ہوئے۔
وہاں پہنچے۔ سردار نے انہیں شرف زیارت بخشا۔
انہوں نے عرض حاجت کی۔ سردار نے ان سے
بیعت لی۔ اور باوازا بلند کہا۔

”مبارک ہو تمہیں اے اللہ والو۔ کہ نیک دل
اور سعید روحیں تمہاری طرف کھینچی چلی آرہی ہیں۔ تم
نے اس شخص کے اخراج پر ایک حد مدد محسوس کیا
تھا۔ کیونکہ تم سے ایک کم ہو گیا تھا۔ عسی ان
تکرہ ہوا شنبیادھو خیر لکم۔ وہی نقصان اب ہماری
زیادتی کا موجب ہو رہا ہے۔ فالحمد للہ علی ذلک۔“
(ایم۔ اے خالد۔ گورنمنٹ کالج لاہور)

خریداران فاروقی سے درخواست

مجھے انوس کے ساتھ بار بار یہ شکایت لکھنی پڑتی
ہے۔ کہ جن دوستوں کے ذمہ بقایا چندہ ہے۔ اور جس
کا چندہ ختم ہو چکا۔ ان کے نام اخبار میں اطلاع دینے
کے بعد دی پی بھیجے گئے۔ مگر بعض نے دیں کر دیئے پھر
دوبارہ اطلاع دیکر دی پی کئے گئے۔ پھر بعض نے دیں
کر دیئے۔ حتیٰ کہ بعض کے نام تین تین چار چار دفعہ دی پی
ارسال ہوں۔ پھر بھی دیں آئے۔ جس سے ہر دفعہ فاروق
کو ۳۰ محمولہ ڈاک کا نقصان ہوتا رہا۔ اب پھر دی پی کئے
گئے ہیں۔ اور گذشتہ پرچہ میں اطلاع بھی دیدی تھی۔ اب
جہاں بانی فرما کر ہمارے دوست دی پی وصول فرما کر ثواب
حاصل کریں۔ ورنہ پھر مجھے کوئی اور طریق وصولی رقم کا
سوچنا پڑے گا۔

(مینجر فاروق)

دیاندی مشن

آریہ سماج کی تعلیم کا کچھ نمونہ

اے غولی ہوس کب تک یہ شمع زریب آخر
رہو تو تیرے سب میں ظلمت میں ہی ہر چہ کے
آریہ سماج کا خود ساختہ اور مایہ ناز مہرشی دیانند
اپنی رسوائی عالم کتاب ستیا رنچھ پرکاش میں یہ تحریر
کرتا ہے :- سوال :- انسانوں کی ابتدائی پیدائش
کس مقام پر ہوئی ۔ جواب :- تری و ششپ جس کو بت
کہتے ہیں ۔ باب ۳۳ :-
اس جگہ دیانند یہ تحریر کرتا ہے ۔ کہ آریوں کا مازیمو
تبت ہے ۔ اور اصل ویدک دھرمی تبت کے باشندے
ہیں ۔ کیونکہ آریوں کا یہ سدھانت ہے ۔ کہ وید آدی
سرشتی سے ہیں ۔ ہندو اید وید بھی تبت میں ہی بنائے
گئے ہونگے ۔ جس کا ثبوت آریوں کے ذمہ ہے ۔ اور
آریوں کو چاہیئے ۔ کہ تبت کی زبان میں کوئی وید اگر
ہے ۔ تو دنیا میں ظاہر کریں ۔

تبت کے باشندوں کی روحانی حالت کا مختصر
سافنتہ آریہ گزٹ نے کھینچا ہے ۔ جو بدیہ ناظرین ہے
تبت میں بکروں بھینسوں اور دیگر حیوانوں کی قدر
عورت سے زیادہ سمجھی جاتی ہے ۔ سرحدی مقامات
میں عورتوں کی خرید و فروخت عام طور پر ہوتی ہے
اور عورتوں کا تیارلہ بھی عام بات ہے ۔ عورتیں ایک
ہی وقت میں کئی کئی شادیاں کرتی ہیں ۔ آریہ گزٹ لاہور
۷ اگست ۱۹۳۲ء ص ۱۷

مذکورہ بالا عبارت کو پڑھ کر آریہ دوت کی پرچین
اتک سبھیتا کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آگیا تھا
کیونکہ ایک وقت تھا کہ آریوں کے بزرگ جو رشی اور
مسی تھے ۔ اسی سبھیتا پر عمل کرتے تھے ۔ اور اسی
ویدک دھرم کو اپنے لئے نجات کا باعث ۔ فخر کی

کنجی اور ناز کا ذریعہ مانتے تھے ۔ وہ اسی سبھیتا میں
پلے تھے ۔ اسی دھرم پر وہ عمل کرتے تھے ۔ لیکن
ہندوستان میں اسلام کا اثر پڑا تھا ۔ جس سے آریہ
متاثر ہوئے ۔ ان کی آنکھیں کھلیں ۔ حیوانیت سے
نکل کر انسانیت کی طرف آنے لگے ۔ عقل کے فانوس
سے سنور ہو کر اس ویدک تعلیم کو جو انسانیت کے لئے
باعث تنگ و عار تھی ۔ کلنک کاٹیکا اور بے حیائی
کا کرشمہ جان کر تیا گئے لگے ۔

بس ایک سخن بندہ عاجز کا رہے یاد
اسلام کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو
چونکہ آریوں کا کثیر حصہ جاہل مطلق ہے ۔ تعصب
کا پتلا ہے ۔ اور زریب کاٹ ہے ۔ اس لئے یہ ممکن
ہے ۔ کہ آریہ اس حقیقت سے انکار کریں ۔ اس
تعلیم کو چھپانے کی کوشش کریں ۔ اس لئے میں یہ
بہت ضروری خیال کرتا ہوں ۔ کہ اپنے مذکورہ بالا
دعویٰ کی پیشی کے لئے آریوں کی مروجہ تعلیم سے
بھی اس کا ثبوت ہم پہنچا دوں ۔ اس لئے عرض ہے ۔
۱۰ استریوں کے واسطے اندری اور منتر کا ادھیکار
نہیں ہے ۔ اور جھوٹ بولنا عورتوں کا ذاتی خاصہ
ہے ۔ رمنو سمرتی ادھیائے ۹ شلوک ۱۱ ۔ رمنیوں
کی شرتیوں میں اور ویدوں میں بہت جگہ استریوں
کے دو گنوں کا ذکر ہے ۔ رمنو سمرتی ادھیائے
۹ شلوک ۱۸ استری فروخت کرنے سے استری
کے دھرم سے علیحدہ نہیں ہوتی ۔ اول ہی شری
برہما جی نے یہ دھرم کی تشریح کی یہ سب ہم جانتے ہیں ۔
رمنو سمرتی ادھیائے ۹ شلوک ۱۴

اے عورت تجھ کو
ایک سے زیادہ خاوندوں
کی کھلی اجازت

کنورین وغیرہ اوصاف والا ہونے سے موموم
ہے ۔ جو دوسرا نیوگ سے حاصل ہوتا ہے ۔ وہ
گندھود ۔ جو دو کے تیجھے تیسرا خاوند ہوتا ہے
وہ بہت حرارت رکھنے سے لگی نام والا اور جو
تیسرے جو تھے سے لیکر گیارھویں تک نیوگ سے

خاوند ہوتے ہیں ۔ وہ منشی نام سے موسوم ہوتے ہیں ۔
راگوید منڈل ۔ اسوکت ۸۵ منتر ۲۰ ۔

اے پتی اور دوسرے خاوند کو دکھ دینے
والی عورت ادی ادی اتھر وید ۴ - ۲ - ۱۸

اے دوسرے خاوند کی خدمت کرنے والی عورت
اور اے بیابے ہوئے خاوند کی فرمانبردار بیوی
تو نیک اوصاف والی ہو ۔ دوسرے خاوند کی خواہش
کرنے والی ۔ تو ہمیشہ سکھ دینے والی ہو ۔ راتھ وید
کانڈ ۱۱ ۔ انوداک ۲ منتر ۱۸

عورت کا کئی خاوندوں سے نیوگ کرنا بھی ثابت
ہے ۔ راتھ وید ادی بھاشیہ بھو مکا ص ۱۲۸

جن اتم نیچوں کو ساندھ جنم دیتے ہیں ۔ ان سے
تو پتر کو لا بھ کر ۔ اتھر وید کانڈ ۳ سوکت ۳۳ منتر ۴

اے عورت تو اپنے بیابے ہوئے خاوند
سمیت گیا دھویں خاوند تک نیوگ کر ۔ راتھ وید اشک ۸

ادھیائے ۳ ردگ ۲۸ منتر ۵ وغیرہ وغیرہ ۔ آریوں
کے مایہ ناز اور باعث فخر ویدوں کے اندر اس قسم کے

اور بھی بہت سے عجیب و غریب منتر پائے جاتے
ہیں ۔ جن کو انشا اللہ تعالیٰ بوقت ضرورت ہدیہ ناظرین

کروں گا ۔ آریوں کو خوش ہونا چاہیئے ۔ کہ کم از کم تبت
میں تو ویدک دھرم پر عمل ہو رہا ہے ۔ آریوں کو کوشش

کر کے اپنے پرپواروں کو تبت میں روانہ کرنا چاہیئے ۔
تاکہ وہاں سے وہ عملی تعلیم حاصل کر سکیں ۔ اور آریہ

دوت یعنی ہندوستان میں بھی پھر ویدک دھرم کا نادر
بجا دیں ۔ اس میں آریوں کے پرپواروں کو شرم و حیا

سے کام لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ کیونکہ
آریوں کا یہ دھارمک سدھانت ہے ۔ جس کو شرم

و حیا سے کوئی واسطہ ہی نہیں ہے ۔ اے آریو ۔
تمہارے لئے یہ لازمی اور لازمی ہے ۔ کہ پہلے

خود ویدک دھرم پر عمل کرو ۔ پھر دوسروں کو ویدک
دھرم کی دعوت دو ۔ یہ کہاں کی انسانیت اور کبھی

شرافت ہے ۔ کہ عمل ویدوں کے جوئے کو اپنی گردنوں
سے اتار کر پھینک دے ہو ۔ لیکن ہندوستان کے

ان پڑھ طبقہ اچھوت اقوام کو اسی گمراہی اور بیچھائی

میں بھینسا نا چاہتے ہو۔ اس لئے اچھوتوں کو بھی چاہیے کہ وہ صرف کنوؤں پر چڑھ جانے سے اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔ خوب سوچ سمجھ کر ان کو اگلا قدم اٹھانا چاہیے۔ کہ اس خیال مہم کو دل سے نکال دیں۔ اور آریوں کے مکر و فریب سے بچ کر رہیں۔ اس میں ان کی بھلائی اور بہتری کا راز پوشیدہ ہے۔ آریوں سے کسی قسم کی بھلائی کی امید رکھنا تنگی پر کشتی چلانا یا سمندر پر گھوڑا دوڑانا ہے۔ آپ لوگ بہت مدت سے ہندوستان میں رہتے ہو۔ لیکن آج سے کچھ عرصہ پہلے یہ لوگ کیوں آپ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس کی حاف وجہ یہ ہے۔ کہ آریوں نے یہ سمجھ رکھا تھا۔ کہ اچھوت ہمارے زر خرید غلام ہیں۔ لیکن مسلمانوں نے جب آپ لوگوں کو یہ بتا دیا۔ کہ ہندوؤں کے ساتھ رہنے سے تم کو سراسر نقصان ہے۔ تو ہندو گھبرا گئے۔ اور طرح طرح کے مکر و فریب سے تم کو دھوکا میں رکھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے آپ کے لئے بچاؤ کا صرف یہی راستہ ہے۔ کہ آریوں کو یہ بر ملا کہہ دو۔ کہ پہلے خود تو ویدک دھرمی بن لو۔ پھر ہم کو ویدک دھرم کی دعوت دینا۔ اور آریوں کے پول کی حقیقت کو معلوم کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً اپنے لیڈروں کو قادیان شریف ضلع گورداسپور روانہ کیا کرو۔ اور اپنے شہر کے احمدیوں یعنی قادیانیوں سے ملنے رہا کرو۔ صرف احمدی ہی آپ کے حقیقی خیر خواہ ہیں۔ جو آپ سے حقیقی ہمدردی کا ثبوت دے رہے ہیں۔

(خاکِ رفیع محمد احمدی شریا از کراچی)

۳۹۶۳ و حدیث

میں جانوں زوجہ ہمدردین صاحب قوم ارٹیں عمر
۱۹۲۲ء سال بیت ساکن ننگل باغبانان بقای
ہوش و حواس بلا جبر و کراہ آج تباریخ ۲۷ کو
حب ذیل و عصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے
وقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے ۱/۱۰
حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۱۹۲۲

کھلی چٹھین نام مولوی شہاب الدین صاحب امرتسری

بخدمت جناب مولوی ثناء اللہ صاحب

سلام علیٰ امن التبع الہدی۔ امید ہے کہ آپ
خیریت سے ہونگے۔ اور احمدیت کے مقابل پر جو
آپ کو ذلت اٹھانی پڑی ہے۔ اس پر آپ روہے
ہونگے۔ اور آپ نے جو آج تک کام کیا ہے۔
یعنی احمدیت کی مخالفت، اور حضرت مسیح موعود علیہ
السلام کی بڑھتی ہوئی جماعت کو دیکھ کر آپ صف
ماتم بچھا رہے ہونگے۔ لہذا آپ کی خدمت میں
عرض ہے۔ میں نے آپ کا رسالہ تعلیمات مرزا
جس کے متعلق آپ کو دعویٰ ہے کہ ”یہ رسالہ جملہ
تضانیف متعلقہ قادیان سے مفید تر ہے۔ اور
اسی طرح اس رسالہ کے ٹائٹل کی عبارت کہ ”جو
مرزائی اس کو غور و فکر ایمان اور انصاف سے
پڑھے گا۔ اس کو توبہ کی توفیق ہوگی“ غور و فکر
کے ساتھ اول سے لیکر آخر تک دیکھا ہے۔

آپ نے اس رسالہ مع جواب الجواب تجلیاتِ رحمانہ میں بہت دھرمی اور جہالت کو ہاتھ سے بالکل نہیں جانے دیا۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کی کسی عبارت کا اس میں جواب تک نہیں دیا۔ مثال کے طور پر دو عبارتیں نقل کرتا ہوں (۱) ”مولوی تنہا اللہ صاحب احمدیت کے بدترین دشمن ہیں“ (۲) بقول مولوی تنہا اللہ صاحب اہلحدیث یہودی ہیں۔ احتبار

۱۔ محدث ۱۹ اپریل ۱۹۰۵ء ص ۹۔ اس کا اس سالہ
 میں قطعاً کوئی جواب نہیں ہے۔ مولوی صاحب
 خدا را غور فرمادیں۔ اس باتیں شاملیں کرنے سے
 کچھ فائدہ ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ آپ کو احمدیت
 کے مقابلہ میں سخت ناکامی ہوئی۔ اس لئے آپ
 خدا کو حاضر ناظر جان کر اس زمانے کے راستہ باز
 نبی حضرت سیدنا میرزا غلام احمد صاحب قادیانی
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جھنڈے تلے آکر پھیلے

گناہوں سے توبہ کریں۔ تاکہ اگلے جہان میں آپ کا بھلا
ہو۔ والسلام :-
محمد عبدالحق مجاہد انگلش و برہن مال روڈ ۵۴

گودبھری حَبّ الطحیرا (رجب ط)

مولانا حکیم نور الدین رضی اللہ عنہ شاہی طبیب کا
ستر سالہ مجرب نسخہ حبِ اٹھرا گورمنٹ آف انڈیا سے
نظامِ جان اینڈ سنز کے لئے رجسٹرڈ ہو چکا ہے۔
جو دوسری جگہ سے نہیں مل سکتا۔ اگر آپ کو اولاد کی
خواہش ہے۔ تو یہی حبِ اٹھرا رجسٹرڈ گھر میں استعمال
کرائیں۔ اگر آپ نے بے اولادی کا اندھیرا دور کرنا ہے
تو حبِ اٹھرا رجسٹرڈ ضرور استعمال کراویں۔ حبِ اٹھرا
امراضِ اٹھرا کا تریاق ہے۔ اٹھرا کی شناخت حمل گر
جاتے ہیں۔ مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ پیدا ہو کر
مر جاتے ہیں۔ اٹھارہ سال تک نہیں پہنچتے۔ حبِ
اٹھرا رجسٹرڈ رحم کی تمام کمزوریاں دودھ کرتی۔ بچہ کو
طاقتور بناتی۔ حمل کو گرنے سے روکتی اور پیدائش
میں بھی آسانی ہوتی ہے۔ بچہ اور والدہ کسمائے
تریاق ہے۔ قیمت فی تولہ عہ۔ مکمل خوراک ۱۱ تولہ۔
یکدم منگو لانے پر صرف ۱۰۰ روپیہ علاوہ محصول۔
نصف منگو لانے پر صرف محصول معاف۔

المشتمل
نظام جان ایندستر دو خانہ معین الصحت قادیان

۴ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد
صدر انجمن احمدیہ بمبہ و مصیت داخل یا حوالہ کر کے
رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد حصہ
و مصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری جائیداد
اس وقت - / - روپیہ کی ہے۔ جس میں زیورہ اور ہیرا شامل ہے
گواہ شد:- برکت علی احمدی کاتب الحروف شکل باغبانان شمس ۲۷
اعبدہ، جانوں زود جہر الدین مذکور نشان انگوٹھا۔
گواہ شد:- محمد یعقوب کاتب بقلم خود شکل باغبانان شمس ۲۷